



زاد و صدف

(جملہ حقوق بحق شاعرہ محفوظ ہیں)

کتاب-----درِ صدف

شاعرہ-----صدف کنجاہی

بار اول-----مارچ 2014ء

کمپوزنگ-----عثمان ہاشمی کنجاہی 0333-8438960

پینٹل-----عثمان ہاشمی کنجاہی

قیمت-----200 روپے

مطبع-----الغفور پرنٹرز کنجاہ (جاویداختر گل) 0345-6944329

اہتمام اشاعت-----کامرانیاں پبلیکیشنز کنجاہ، ضلع گجرات

(ملنے کا ہنہ)

☆ کامرانیاں پبلیکیشنز کنجاہ، ضلع گجرات 0301-6223244

☆ بابر آفتاب۔ چوہدری کریانہ سٹور (کونڈل چوک کنجاہ، گجرات)

0345-6913549

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دردِ صدف

صدف کنجاہی

کامرانیاں پبلیکیشنز کنجاہ تحصیل وضع گجرات

0301-6223244

| | | |
|----|---|----|
| 41 | غزل-----ہاتھوں کی ریکھوں میں تم جو کہ نہیں | 25 |
| 42 | دو شعر-----وفا ڈھونڈتے ہیں تیرے شہر میں | 26 |
| 43 | قطعہ-----سج دھج کر پورے جو بن پر نکلی دھوپ | 27 |
| 44 | نظم-----خود بھی وہ چلا گیا | 28 |
| 45 | غزل-----غم کی چادر اوڑھ بیٹھے | 29 |
| 46 | میرا کنجاہ-----میری پہچان میرا کنجاہ ہے | 30 |
| 47 | غزل-----روٹھوں تو منائے نہ کوئی | 31 |
| 48 | غزل-----گھڑا کچا ہی ڈوبا جائے | 32 |
| 50 | غزل-----ناچ موردل سلجھائے | 33 |
| 51 | غزل-----سرگوشی ڈوبی ڈوبی سی | 34 |
| 52 | غزل-----دنیا کے میلے میں اگر گم ہو جاؤں | 35 |
| 53 | غزل-----معلوم ہے مجھ کو چاہتا ہے | 36 |
| 54 | غزل-----بغیر نوٹ کے ووٹ دو لوگو | 37 |
| 55 | غزل-----پاکستان ہماری شان ہے | 38 |
| 56 | نظم-----رسوائی کا غم | 39 |
| 57 | نظم-----باپ نہیں ملتا | 40 |
| 58 | آزاد نظم-----اس کے نام پہ حرف نہ آنے دوں | 41 |
| 59 | غزل-----گھڑی دو گھڑی کی ساعت | 42 |
| 60 | غزل-----پلکوں پہ آنسو مانند موتی کے | 43 |
| 62 | آزاد نظم-----اس نے نہ بات کرنے کی قسم کھائی | 44 |
| 63 | غزل-----مظلوم پر ہی ظلم ہوتا ہے | 45 |
| 64 | غزل-----کرپشن دور کرنا چاہتی ہوں | 46 |
| 66 | غزل-----ایک سطر بے معنی سی لگی | 47 |
| 67 | تین شعر-----دور پہ دستک دیتے دیتے شام ہو جائے | 48 |
| 68 | تین شعر-----بلا مجھے پھر سے پہلے کی طرح | 49 |
| 69 | غزل-----میں پتھر سے پانی ہو جاؤں | 50 |

| | | |
|-----|--|----|
| 70 | ماں کی قدر----- ماں کی قدر بن ماں بچے سے پوچھو | 51 |
| 71 | لہروں کا بھاؤ----- سمندر سے اٹھنے والی لہروں کے بھاؤ | 52 |
| 72 | غزل----- جھیل آنکھیں | 53 |
| 73 | آزاد نظم----- روٹھنے کا ڈرتھا تو روٹھا ہی گیا | 54 |
| 74 | غزل----- پیار محبت افسانوی چیز | 55 |
| 75 | نظم----- پتھر کی حقیقت | 56 |
| 77 | آزاد نظم----- تیرا لکھا گیت گانا اب میں چاہتی ہوں | 57 |
| 78 | نظم----- تم سے تم کو مانگتے ہیں سدا کیلئے | 58 |
| 80 | غزل----- جو جا چکا اسکا انتظار کیوں | 59 |
| 81 | نظم----- پاگل لڑکی | 60 |
| 82 | غزل----- کبھی تمہیں کتنی تھی میری طلب | 61 |
| 83 | نظم----- انتخاب | 62 |
| 85 | غزل----- چلی جاتی ہوں گی تیری محفل سے جب | 63 |
| 86 | نظم----- اظہار کر دیکھیں | 64 |
| 87 | غزل----- گفتگو کا اس سے کوئی بہانہ چاہوں | 65 |
| 89 | نظم----- خوش فہمی | 66 |
| 90 | غزل----- کچھ دن گزر جائیں گے سکوں سے اب | 67 |
| 92 | نظم----- شکر میں ہوں | 68 |
| 93 | غزل----- وہ میرے جگر کی کھیتی میں اپنی چاہیت بو گیا | 69 |
| 94 | نظم----- میں ہوں اور میرا کمرہ | 70 |
| 96 | نظم----- چا پلوسی | 71 |
| 97 | نظم----- لوگ | 72 |
| 98 | غزل----- تمہیں بھلانا اگر بس میں ہوتا | 73 |
| 99 | نظم----- اچھے نہیں لگتے | 74 |
| 100 | فردات----- میں نے کہا اسے تو بھول جا مجھ کو | 75 |
| 101 | نظم----- لمحے | 76 |

| | | |
|-----|--|-----|
| 102 | غزل ----- زخم جو تو نے دیا گہرا ہے کتنا | 77 |
| 103 | نظم ----- چنیل | 78 |
| 104 | نظم ----- یاد آیا | 79 |
| 105 | نظم ----- جانے کدھر گئے | 80 |
| 106 | نظم ----- تم ہو | 81 |
| 107 | غزل ----- زندگی کانٹوں میں اپنی سجائی ہے | 82 |
| 108 | نظم ----- خواہش | 83 |
| 110 | غزل ----- یہاں تراشے بہت جانے کو اس کے شہر | 84 |
| 111 | نظم ----- تصور | 85 |
| 112 | غزل ----- ابھی تمہیں کتنی تھی میری طلب | 86 |
| 113 | نظم ----- خوابوں کی دنیا | 87 |
| 114 | نظم ----- عشق | 88 |
| 115 | غزل ----- کھوکرا گروٹ آتی | 89 |
| 116 | نظم ----- مل جائے کوئی | 90 |
| 117 | غزل ----- جو پسند کرتے ہیں وہ آزما یا نہیں کرتے | 91 |
| 118 | نظم ----- 14 اگست | 92 |
| 119 | غزل ----- دل لگی کی آگ میں نہرونا پڑ جائے | 93 |
| 120 | نظم ----- اکیلا پن | 94 |
| 121 | نظم ----- خوشبو | 95 |
| 122 | غزل ----- پردیس میں جب تنہائی تمہیں ستائے | 96 |
| 123 | نظم ----- یاد آتا ہے | 97 |
| 124 | غزل ----- بسا کہ من میں تجھے ہر چیز پر تضاد کروں | 98 |
| 125 | نظم ----- تیرے نام کروں | 99 |
| 127 | غزل ----- وفا کے بدلے چوٹ دیتے ہیں | 100 |
| 128 | نظم ----- تیرے ہی بارے میں سوچتے ہیں | 101 |
| 129 | غزل ----- درخواست محبت کی کر دی جب بیاں | 102 |

| | | |
|-----|--|-----|
| 130 | نظم _____ سنو | 103 |
| 131 | غزل _____ اثر اس کے پرسوز نغمات کا ہے | 104 |
| 133 | نظم _____ صدا | 105 |
| 134 | نظم _____ افسوس | 106 |
| 135 | نظم _____ یاد | 107 |
| 136 | نظم _____ آرزو | 108 |
| 137 | نظم _____ انتظار | 109 |
| 138 | نظم _____ خلوص | 110 |
| 140 | غزل _____ جس کیلئے زخم کھائے وہ ہمارے کہاں | 111 |
| 141 | آزاد نظم _____ مجھے جس گھڑی کا انتظار تھا شدت سے | 112 |
| 142 | نظم _____ کھوپچی تھی | 113 |
| 143 | نظم _____ شرمندگی | 114 |
| 144 | اشعار + فرد + فرد | 115 |

شہر کنجاہ کی پہلی شاعرہ۔۔۔ (صرف کنجاہی)

اس سے قبل محترمہ صدف کنجاہی صاحبہ کی ایک تصنیف لطیف (بیتے دن بتی باتیں) نظر سے گزری ماشاء اللہ بہت اچھی کاوش تھی اور آج زیب نظر انکا مجموعہ گلاب (دردِ صدف) ہے کلام کا مطالعہ کرنے سے پہلے معلوم ہوا کہ محترمہ کوئی چھوٹی موٹی چیز نہیں ماشاء اللہ اپنے تعلیمی ادارے کی ایک اچھی ہونہار طالبہ رہی ہیں تعلیمی اعتبار سے بڑی لائق فائق تھیں ڈبل ایم اے (ہسٹری اور اردو) ایم ایڈ۔ بی ایڈ۔ P.G.D۔ کمپیوٹر سائنس میں امتیازی حیثیت سے کامیابی حاصل کر چکی ہیں سوچتا ہوں ان کا بچپن تو بوجہ تعلیم انتہائی مصروف اور یک سمت گزرا ہوگا ایسے لوگوں کو میرے خیال میں کتاب سے جتنی محبت اور کتاب کی جتنی قدر ہوتی ہے عام کم پڑھے لکھے لوگوں کو نہیں ہوتی نہ اتنا شغف ہوتا ہے (دردِ صدف) کی ورق گردانی کرتے کرتے کئی جگہ رک سا گیا ہوں اور سوچنے لگا ہوں کہ ایک روایتی تعلیمی ڈگریاں حاصل کرنے والی علم کی شیدائی لڑکی شعر و شاعری کی طرف کیسے مائل ہوگئی؟ پھر خیال آیا کہ جذبے اور احساسات کسی فرد واحد کی ملکیت تو نہیں ہوتے زندگی کے نشیب و فراز سے انسان جب گزرتا ہے تو پھر اسے خواہشوں آرزوؤں حسرتوں خوشیوں سکون و اضطراب کی کیفیتوں کا احساس و ادراک ہوتا ہے ایک وقت آتا ہے زندگی کے تمام تر لمحات انہی عنوانات سے تابیر ہوتے چلے جاتے ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں زندگی انہی عنوانات کا مجموعہ ہے وہی راتیں جو کبھی کبھی پلک

جھپکتے گزر جاتی ہیں وہی راتیں برہا کی راتیں بن جاتی ہیں ان کی راتوں کی تجسّیں آنسو بہاتے گزر جاتی ہیں کبھی کبھی زندگی کا گزرنے والا ایک ایک سال ایک ایک پل لگتا ہے اور کبھی کبھی ایک ایک پل سال سال کا محسوس ہوتا ہے کبھی چاند کا دو پہلی کر نہیں جسم و جاں میں راحت افزاء کیفیتیں پیدا کر دیتی ہیں کبھی کبھی یہی کر نہیں دلوں میں تیر بن کر چھبنتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں کبھی کبھی انسان بالکل اکیلا و تنہا بیٹھا ہوا بھی خود کو ایک انجمن میں محسوس کرتا ہے کبھی لاکھوں کے ہجوم میں بھی خود کو یکہ و تنہا محسوس کرتا ہے یہ کیفیتیں اپنی ذات پر از خود تو وارد نہیں کی جاسکتیں جیسے گلستانوں میں بہاریں اور فزائیں خود نہیں آتیں نہ شگوفے از خود پھوٹتے ہیں نہ پھول از خود کھلتے مرجھاتے ہیں نہ از خود کلیاں چٹکتی ہیں نہ از خود شاخوں سے ٹوٹ کر فرش راہ ہوتی ہیں یہ سب کچھ ایک تسلسل قدرت خداوندی ہے اور یہ اسی کے سب کرشمے ہیں ازل تا ابد تک کا نظام اسی ذات اقدس کا وضع کردہ ہے جو ذات اکبر مالک کون و مکان ہے گویا۔

ایں سعادت بہ زور بازو نیست

نہایت ہی خوش بخت ہے وہ انسان جس کے ہاتھوں کوئی تخلیق وجود میں آ جائے ہر تخلیق اپنے اندر اپنے خالق اکبر کی عطا کردہ استعداد رکھتی ہے ہر ذکر اسی ذات والا شان کا ذکر ہے ہر تعریف اسی کی تعریف ہے یہ اسی رات کا کرشمہ قدرت ہے جو کسی کے ہاتھوں کوئی تخلیقی کام ہو جائے رہی بات مکمل و نامکمل کی یا خوبصورتی اور انتہائی خوبصورتی کی تو یہ پوری کائنات ہی ان ترجیحات کا مظہر ہے کوئی خوبصورت ہے تو کوئی انتہائی خوبصورت کوئی خوش کلام ہے تو کوئی انتہائی خوش کلام اسی طرح تحریریں تقریریں زبان و بیان کی استعداد میں اظہار و ترویج کی صورتیں بھی درجہ بدرجہ ہیں ولی دکنی، داغ دہلوی، مرزا غالب، حالی و میر درد جیسی نابالغہ روزگار ہستیوں کا مقام و مرتبہ اپنی جگہ مسلم و معتبر مگر اظہار و بیان کے میدان میں اپنی استعداد کے مطابق اپنا اپنا ہر ایک کام مقام ہے فنی و لسانی اعتبار سے اگرچہ محترمہ صدف کنجاہی کا کلام اساتذہ کرام کا ہم پلہ نہیں ہے مگر اس کو فطرت کی عطا کردہ صلاحیت کے مطابق اپنا ایک مقام حاصل ہے صدف کنجاہی کنجاہ شہر کی پہلی شاعرہ ہیں ان کے اس مجموعہ کلام (درد

صدق (صدق) میں ہجر و وصال، بہار خزاں، درد و سوز، فرحت و انبساط و اضطراب، آرزوؤں اور حسرتوں ہم نشینی کے روح پرولمحوں تنہائیوں کی زہرا نگیزیوں کے سارے موسم ملتے ہیں انہیں چیزوں کے احساس اور اظہار کا نام شاعری ہے سو میں محترمہ صدق کنجاہی کو ان کی کاوش پر بہت بہت مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں کہ۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

محمد اشرف کیپور صراف

المعروف اشرف نازک کنجاہی

(شریف کنجاہی ایوارڈ یافتہ)

27 جنوری شب 3 بجکر 15 منٹ

ادبستان کنجاہ کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ (صدف کنجاہی)

فنِ خطابت اور شعر کہنے کا فن زمانہ قدیم سے ہے اور تقریباً ہر گھر میں ایک اچھا خطیب آسانی سے مل جاتا ہے۔ جب کسی گھر میں زندگی کے عام معاملات میں الجھاؤ پیدا ہو جاتا ہے اور یہ الجھاؤ انتشار اور فساد کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو اس گھر میں کوئی نہ کوئی ایسا فرد ضرور ہوتا ہے جو اپنے اندر اس تفرقے کو مٹانے یا اس کی اصلاح کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس فرد میں معاملات کی باریکیوں کو سمجھنے کی صلاحیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انمول عطیہ ہوتا ہے جو اس فرد کو ہر وقت بے چین کیے رکھتا ہے اس کی بے چین روح کو قرار اس وقت نصیب ہوتا ہے جب وہ اپنے گھر کی الجھنوں کا حل ڈھونڈ نکالتا ہے اور اپنے اہل خانہ کو اپنے نقطہ نظر پر مطمئن کر لیتا ہے اور اس طرح وہ شخص ایک بڑا خطیب بن جاتا ہے اسی طرح کوئی شخص شاعر ہوتا ہے یا وہ شاعر نہیں ہوتا میرے ناقص العقل خیال کے مطابق کوئی شخص شاعر بن نہیں سکتا کوشش کرنے سے لفظوں کا جوڑ میل تو ہو سکتا ہے لیکن اس کے شعروں میں فکر و ذہانت کی کمی واضح نظر آتی ہے ایک اچھا اور ذہین شاعر اپنے معاشرے کے پسے ہوئے اور حالات کے ستائے غریب مہنگائی اور بے روزگاری میں جھکڑے ہوئے لوگوں کے حالات ہنرمندی اور سلیقے کے ساتھ اس طرح بیان کرتا ہے کہ اس کی آواز حکمران طبقے اور ایوانوں سے ٹکرا جائے اسے انقلابی شاعر کہتے ہیں ایک ہوشمند شاعر اپنے آس پاس رونما ہونے والے واقعات کو اپنے شعروں میں پرو کر ہنرمندی کے ساتھ بیان کرتا ہے اور بکھرے ہوئے الفاظ کو سلیقے کے ساتھ اپنے شعروں میں پرو کر نہیں ایسا حسن بخش دیتا ہے کہ لوگ اسے داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے یہ

سب اس شاعر کی فکر اور شعور کی بیداری اور اس کی احساس طبع کا نتیجہ ہوتا ہے لفظ شاعر، شعور سے ہی ایجاد ہوا ہے جس کے معنی عقل، سلیقہ اور پہچان کے ہیں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ جس نے خود کو پہچان لیا گویا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا ایک باشعور شاعر اپنی ذات پہچانتے ہوئے اپنے آس پاس رونما ہونے والے حالات کی پہچان رکھتا ہے اور معاشرے میں رونما ہونے والے واقعات پر گہری نظر رکھتا ہے اور معاشرے میں رونما ہونے والی بے اعتدالیوں اور بے انصافیوں کو محسوس کرتے ہوئے تمام واقعات کو سلیقے اور دانشمندی سے اچھائی اور برائی کی مکمل تمیز کرتے ہوئے اپنی عقل اور علم کے مطابق بیان کرتا ہے اس وقت میرے پیش نظر ایک عقلمند اور ہوشمند بیٹی صدف کنجاہی جس کا ایک شعری مجموعہ کلام ”بیتے دن بتی باتیں“ 2008ء میں شائع ہو چکا ہے جو اہل دانش سے خاصی داد تحسین وصول کر چکا ہے اب اس بیٹی کا دوسرا مجموعہ کلام ”درد و صدف“ بہت جلدی سے عوام و خواص سے داد تحسین حاصل کرنے کا منتظر ہے جس کا مسودہ ادبستان کنجاہ کے مشہور صحافی و معروف شاعر جناب احسان فیصل کنجاہی کی وسط سے مجھ تک پہنچا علم و ادب کے گلستان بلکہ ملا غنیمت کنجاہی کے ادبستان میں بیٹی صدف کنجاہی کا دوسرا مجموعہ کلام ”درد و صدف“ دھرتی ہوش رُبا کنجاہ کے علمی و ادبی مستقبل میں اس لحاظ سے بہت بڑا اضافہ تصور کیا جائیگا کہ بیٹی صدف کنجاہی ادبستان کنجاہ کی ادبی تاریخ میں پہلی صاحب دیوان شاعرہ ہیں صدف کنجاہی کے اس مجموعہ کلام میں تقریباً ایک سو یا اس سے زائد غزلیں، نظمیں اور نعت شریف شامل ہیں اور اس مجموعہ کلام کی ابتداء حمد باری تعالیٰ سے کی گئی ہے اور یہ تمام کلام و کلام بیٹی صدف کنجاہی کی ذہنی کاوشوں کا نتیجہ ہے بیٹی صدف کنجاہی نے اپنے علم اور اپنی محبت کو صفحہ قرطاس میں بکھیر کر اردو ادب میں بہت بڑا اضافہ کیا ہے بیٹی صدف کنجاہی کا شعر کہنے کا انداز بہت سادہ اور پُر اثر ہے وہ اپنے اندر پیدا ہونے والے احساسات کا اظہار کرنے میں انتہائی کامیاب نظر آتی ہیں۔ ان کے کلام میں سوچ، فکر، احساس اور شوق شاعری کا وسیع میدان ملتا ہے باقی فیصلہ اہل ذوق کی عدالت میں ہے باقی یہ بات کنجاہ کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جائے گی کہ بیٹی صدف کنجاہی

ادبستان کنجاہ کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ ہیں۔ اور اس حقیقت سے آئندہ آنے والی نسلیں انکار نہ کر سکیں گی۔

میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اس بیٹی کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی سوچ و فکر کو مزید ترقی و جلا بخشنے۔

اور یہ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی محبتوں کی امین بن کر اپنے سلسلہ ادب کو جاری و ساری رکھے۔

دعا گو

بندۂ ناقص العقل

محمد رحمت اللہ شہزاد

انعام یافتہ حکومت پاکستان

شریف کنجاہی ایوارڈ یافتہ

”سچے جذبوں کی منفرد شاعرہ“ صدف کنجاہی

اگر کنجاہ کی بات کی جائے تو کنجاہ کی تاریخ اردو اور پنجابی ادب کے ایسے ایسے دیوانوں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے اپنے اپنے دور میں ایسے سنہری باب رقم کیے ہیں جن کی چمک سے آج کا نوجوان طبقہ فیض یاب ہو رہا ہے کنجاہ ایک نامی گرامی شعراء کی بستی ہے اسی بستی نے مولانا محمد اکرم غنیمت کنجاہی، قاضی رضی الدین کنجاہی، منشی دبیر کنجاہی، دانا کنجاہی، محمد بقاء کنجاہی، روحی کنجاہی، عدیم یوسفی کو جنم دیا ان ہستیوں نے ادب کے بیڑے کو اتنا بلند کیا ہے جس کی مثال ملک پاکستان کے باسی کیا بلکہ بیرون ملک کے ملین بھی دے رہے ہیں ان عظیم ہستیوں میں ایک اور نام شریف کنجاہی ہے جن کا نام سنتے ہی دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں نگاہیں ادب سے جھکنے کے ساتھ ساتھ انکی چمک بڑھ جاتی ہے، مضطرب نگاہوں کو تشنگی اور سکون میسر ہوتا ہے، المختصر صدف کنجاہی کی شاعری پڑھیں تو سحرسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور انسان دنیا و مافیاء سے ہٹ کر اک نئے جزیرے میں پہنچ جاتا ہے جہاں محبت کا دیوان ملتا ہے اور اس دیوان میں صدف کنجاہی کی شاعری پر ہی نظر پڑتی ہے شاعری بھی ایسی کہ دل کی گہرائیوں کو چھو جائے اور میں یقین کامل سے کہہ سکتا ہوں کہ انسان مکمل طور پر سکتہ میں آ جاتا ہے آدمی حیران و ششدر رہ جاتا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ محترمہ صدف کنجاہی کی شاعری میں جزیرے نمودار ہو رہے ہیں۔

اور یہی بات صدف کنجاہی کو دوسرے شعراء سے منفرد اور جدا رکھتی ہے۔ اور انکی شاعری تخلیقی شاہکار کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے اگر شاعری کی باریکیوں کو دیکھا جائے تو کائنات کی نشانیاں اور پڑھا جائے تو دنیا کی رنگینیوں میں انسان کھو جاتا ہے۔ اور انسان اپنے ہی من کے قلمزم میں ڈوب کر فنا ہو جاتا ہے۔

جہاں کنجاہ کی دھرتی نے عظیم ستاروں کو جنم دیا وہاں دور حاضر کی ابھرتی ہوئی، پتھروں کو تراش کر یا قوت بنانے والی شاعرہ صدف کنجاہی شاعری کے میدان میں کچھ عرصہ قبل نمودار ہوئیں اور آتے ہی چھا گئیں ”درد صدف“ سے پہلے بھی انکی ایک تصنیف ”بیتے دن بتی

یادیں“ چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے یہ بات اہم ہے کہ محترمہ نے ڈبل ایم اے ہسٹری ایم ایڈ بی ایڈ PGD کی تعلیم بھی حاصل کی ہوئی ہے۔ شاعری کرنا عام انسان کے بس کی بات نہیں اس کے لیے دلوں کا خون جلانا پڑتا ہے، نظروں کو تڑپانا پڑتا ہے، کسی کو دل میں سمانا پڑتا ہے، رات کے پچھلے پہر جگر کا خون قلم کے راستے صفحہ قرطاس پر اتارنا پڑتا ہے۔

سوچا جائے تو شاعری محسوسات کا خزانہ ہے اور محسوسات لفظی تصویریں بناتے ہیں صدف کنجاہی بڑی محبت لگن اور ریاضت سے ادبی دنیا میں نام پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہیں، صدف کنجاہی کی شاعری ایک ایسی جدید آرٹ گیلری اور انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں تمام موضوعات پر اشعار پڑھنے کو ملیں گے۔ ان کی شاعری میں محنت، جستجو، انس، رفاقت، چھوٹوں سے الفت کا اظہار بر ملا ملتا ہے لہذا یہ بات کہنے میں کوئی قباحت نہیں کہ صدف کنجاہی محبتوں اور چاہتوں کی شاعرہ ہیں۔ ان کی شاعری میں تاثیر کی شدت، جذبات کا جلال و جمال، کچھ نیا کر گزرنے کی آرزو حد درجہ پائی جاتی ہے۔ یہاں یہ بات بڑی خوبصورت ہے کہ ان کے احساسات جذبات اور اظہار کا اسلوب قابل تعریف ہے۔ صدف کنجاہی کا غزل کی طرف رجحان کم اور نظم کی طرف زیادہ ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ ان کی نظم میں مضبوط گرفت ہے جیسے لفظوں کی مضبوط گرفت ہی اچھے شاعر کی پہچان ہے محترمہ صدف کنجاہی کی نظموں اور غزلوں کے عنوانات روزمرہ زندگی میں پیش آنیوالے ایسے واقعات ہیں جس کا انسان کا روز واسطہ پڑتا ہے۔

”درد و صدف“ پڑھنے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ لکھاری کوئی بھی ہو دوسروں کے درد کو اپنا درد محسوس کرنے، دوسروں کے دکھ سکھ اور خوشیوں میں شریک ہو یہ زندگی کا اصول ہے۔ آخر میں یہی کہوں گا کہ درد و صدف ادب میں اضافہ کے ساتھ ساتھ ایک خوبصورت اضافہ ہے۔

محمد عثمان ہاشمی کنجاہی

صدق کنجاہی کی درد و صدف

میں نے جب درد و صدف کے مسودے کا مطالعہ کیا تو مجموعی طور پر مجھے اس میں حمد باری تعالیٰ، نعت شریف ﷺ، ماں کی شان، غزل، نظم، وطن کی محبت، اپنے شہر سے عقیدت کے ساتھ ساتھ حالات حاضرہ پر بھی اشعار ملے اور ان اشعار میں پیار، محبت، دکھ، درد، نفرت، اندھیرا، روشنی، پھول اور کانٹے، شکوہ، شکایات، وفا اور بے وفائی، آس اور امید جیسے موضوعات بڑی کثیر تعداد میں ملے ہیں تو ایسے میں اگر زندگی کا بھی بغور مطالعہ کیا جائے تو اس سے بھی پیدائش سے لیکر آخری سانس تک انسان جن جن کٹھن حالات میں سے گزرتا ہے ان حالات میں بھی یہ موضوعات پائے جاتے ہیں سمجھتا ہوں صدق کنجاہی نے اپنی پہلی کتاب ”بیتے دن بتی باتیں“ اور اب درد و صدف میں بھی زندگی کو امیدوں اور سہاروں پر چھوڑا ہوا ہے اور اپنی قسمت پہ شکوہ ان الفاظ میں کرتی ہے۔

امید ختم ہوتی نظر آئی
حنا تیرے ہاتھ اتر آئی

اس بات کے باوجود صدف کنجاہی نے اپنے آپ کو مایوس نہیں کیا بلکہ وہ اپنی مایوسیوں کو اس آس پہ رکھتی ہے اور اپنے دل کو سمجھاتی ہے۔

موسم بہار کی آمد آمد ہے صدف
چپ رہو رونے کی بات نہ کرو

اسی سلسلے کو آگے بڑھاتی ہے اور ایک جگہ پہ یوں کہتی ہے کہ سہارے اور انتظار میں زندگی بسر ہو رہی ہے مگر ہم اپنی بات کا اظہار کرنے کے لیے کھڑے ہیں کاش وہ ایک بار ہمیں دید تو عطا کرے اور ہم اپنی آنکھوں کی پیاس کو بجھا سکیں وہ کہتی ہیں

نظر میں تیرا انتظار لیے
کھڑے راہ میں اظہار لیے

اور ساتھ یہ بھی کہتی ہے

باتوں میں الجھا لوں تجھے
کاش اپنا بنا لوں تجھے

میرے خیال میں زندگی کے اندر انسان کو جتنی محبت ملتی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ اس کو نفرت دکھ درد ہجر وصال دوریاں اور بے وفائیاں بھی ملتی ہیں مگر کئی سالوں کی ناراضگی، محبت کے ایک خوبصورت لمحے سے ختم ہو سکتی ہے دردِ صدف میں بھی یہ شکوہ کچھ نمایاں نظر آتا ہے اور صدف نے اپنے اشعار کے اندر کھلم کھلا اظہار کیا ہے وہ کہتی ہے

مٹ جاتی رنجشیں دوریاں میری تمام
لیکن اس نے تو رسمِ وفا ادا کی نہیں

دردِ صدف صدف کنجاہی کے وہ درد ہیں جن کو اپنے سینے میں دبائے ہوئے زندگی کی سانسوں کے ساتھ نبھا رہی ہے اور وہ اپنی محبتوں اور سہاروں کے باعث کسی کو محسوس نہیں ہونے دیتی اور یہ وصف ہمیشہ سے شعراء کا رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ دردِ صدف کو مستقبل میں قاری اور نقاد بھی محسوس کریں گے۔

احسان فیصل کنجاہی

چیف ایڈیٹر ہفت روزہ کامرانیاں کنجاہ

خادم شریف کنجاہی لائبریری کنجاہی

0301-6223244

یکم فروری 2014ء بروز ہفتہ

درد و صدف اور اپنی بات

مرز میں کنجاہ ایک ایسی بستی ہے جہاں ہر علم و ادب کی فروانی ہے اس مٹی نے جہاں شاعر، دیب، صحافی پیدا کیے وہاں ممتاز ماہر تعلیم اور افسران بالا بھی پیدا کیے ہیں جس پر مجھے ہی نہیں یہاں کے بچے بچے کو فخر ہے سال 2013 میں میاں منیر احمد چیف گپیگو گوجرانوالہ اور نشان حیدر میجر شبیر شریف شہید کے چھوٹے بھائی جنرل راجیل شریف نے پاک فوج کی سپہ سالاری کا عہدہ چیف آف آرمی سٹاف سنبھال کر اپنی سرزمین کی عزت و تکریم میں اضافہ کیا ہے کچھ ایسے ہی کچھ عرصہ پہلے سرزمین کنجاہ میں ”بیتے دن بتی باتیں“ کتاب شائع کر کے کنجاہ کی پہلی خاتون شاعرہ کا اعزاز میرے حصے میں آیا حالانکہ یہ کتاب جب شائع ہوئی تو مجھے بہت ساری مثبت اور منفی تنقید کا سامنا کرنا پڑا اور اللہ کے فضل و کرم سے اسی تنقید کے پیش نظر درد و صدف کا مجموعہ شائع کر رہی ہوں جس میں حمد، نعت، عزلیات اور آزاد نظمیں شامل ہیں جو استاد شاعر جناب منیر صابری کنجاہی نے اصلاح کر کے کتاب شائع کرنے کی اجازت دی میں اپنے قارئین کو یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ اس کتاب کا نام بھی درد و صدف منیر صابری نے چنا ہے اب کتاب میں شائع شدہ کلام قاری کو کتنا پسند آتا ہے اس پر تنقید کس لیول پر ہوتی ہے یہ مستقبل میں اپنے قاری اور نقاد سے منتظر رہوں گی۔

کتاب میں محمد اشرف نازک کنجاہی، جناب محمد رحمت اللہ شہزاد، محمد عثمان ہاشمی کنجاہی، جناب

احسان فیصل کنجاہی کی بھی مشکور ہوں جنہوں نے اپنی رائے کا اظہار دیا چے کی شکل میں لکھ اور آخر پر ادارہ کامرانیاں پبلیکیشنز کی بھی مشکور ہوں جن کی کوشش سے کتاب دردِ صدف آپ کے ہاتھوں میں آئی اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناظر رہے (آمین)۔

دعاؤں کی طالب

صدق کنجاہی

شریف کنجاہی ایوارڈ یافتہ

sadafkunjahi@yahoo.com

ڈبل ایم۔ اے۔ بی۔ ایڈ۔ P.G.D۔ کمپیوٹر سائنس

0302-6216150

حمد

صبح کے سہانے پہرے میں چاند رات جب ڈوبتی ہے
سورج کی روشنی میں خدا کی قدرت بولتی ہے

ہزاروں جدید اشیاء جو کر چکے ہیں ہم ایجاد
خدا کی نوازشیوں کا ہم پر ثبوت کھولتی ہے

یہ دنیا کی رنگینی اور رنگ برنگ موسم بہار
خزاں گرتے پتوں کا ہمیں راز سوچتی ہے

خدا کی جو بخشش ساتھ میں واجب عبادتیں
انسان کو پابند نماز کرنے کے بارے سوچتی ہے

سرسبز ہریالی اور خدا کے انعامات پر شکر کرتی ہوں صدف
کیونکہ دنیا کی ہر چیز حکم خدا پر جھومتی ہے

نعت رسول مقبول ﷺ

سارے نبیوں سے افضل مقام تیرا
خود خدا نے رکھا ہے محمد ﷺ نام تیرا

کملی کالی تیرے روضے اقدس کی
مدینہ سے آتی صبا لائی پیام تیرا

اے محمد ﷺ بلا لے اپنے در پر مجھے
مجھ نا چیز نے لکھا آج کلام تیرا

شہر میں جا کہ تیرے ہر آنکھ پر نم
بھولے بھٹکوں کو راہ دکھانا کام تیرا

صدف چاہتی ہے ہر کوچہ و بازار میں
میلاد مصطفیٰ ﷺ میں ذکر صبح و شام تیرا

نعت رسول مقبول ﷺ

ملا ہے آپ کو ختم رسول ﷺ کا مقام
آیا تاجدار رسولاں کا نام اٹھیں سلام کیجئے

عجیب سکون ہے یاد محمد ﷺ میں
مجھ ادنیٰ کو بھی تو اپنا غلام کیجئے

نعت گوئی کا سلیقہ نہ آیا مجھے
پیام محمد ﷺ گھر گھر میں عام کیجئے

آپ ﷺ وسیلہ ہیں خدا تک رسائی کا
ہم گنہگاروں سے خواب میں کلام کیجئے

پڑھ کر درود اُن پر ہر اک کام کیجئے
یہ وردِ صدف صرف صبح و شام کیجئے

غزل

امید ختم ہوتی ہوتی
 حنا تیرے ہاتھ ہاتھ
 آئی آئی نظر اتر آئی

تیری کلائی کی چوڑی
 جگ سے سارے سنور آئی

شام ہونے کو ہے اب
 آہٹ سے تیری سحر آئی

آرزو دھوپ کی بکھر تھی
 آج کالی گھٹا آئی

لبوں پر اُسکے نام نہیں میرا
 صدف کیوں میں اُسکے گھر آئی

آزاد نظم

زندہ بھی ہیں اور نہیں بھی

مردوں میں شمار نہیں

چلو اپنا جہی سہی

دیکھو کیسا!!

اپنا جہن ہے اپنا

ساتھ

بیساکھی بھی نہیں

فـزل

ان گنت ستاروں کی مانند محبت میری
شمار بے وفاؤں میں کیوں سچی نیت میری

اُسکے نام کا پہلا حرف سجا میری ہتھیلی پر
مٹے گا کیسے مضبوط سنگ اُسکے سنگت میری

دور جو ہوا مجھ سے دور ہی چلا گیا وہ
فقط نصیب میں نہ ہوئی اُسکے قربت میری

راہ داری سے گزرے اک روز سامنے میرے وہ
آنکھوں میں تھا اُسکے جو کبھی اسمیں جیت میری

صدف گونگے بہرے نہ سُن پائے نہ بول پائے
آنکھ والے منہ پھیر گئے ایسی تھی صورت میری

غزل

اپنے ہاتھوں پہ رنگ حنا سجا میرے سامنے
تقدیر اپنی کو چار چاند لگا میرے سامنے

گھر جلا کر میرا بس کہیں اور تُو
غیروں کے مکاں میں دیپ جلا میرے سامنے

نہ تو روٹی نہ التجا نہ فریاد تیری کوئی
اپنوں کو تُو نہ چھوڑ کہ جا میرے سامنے

راہیں تنگ و تاریک دشوار و کٹھن میری
مجھے جینے کی اُمید دلا میرے سامنے

سوچا زندگی پل میں گزر جائے گی صدف
مانند صدیوں کے سال پڑا میرے سامنے

غزل

کہتے ہیں مرنے کی بات نہ کرو
چاہت میں بچھڑنے کی بات نہ کرو

آئینہ دیکھ کے نظریں جھک گئیں
آنکھ کے برسنے کی بات نہ کرو

دُنیا والے ازل سے میرے ہیں
درد میں تڑپنے کی بات نہ کرو

زندگی مذاق کہاں کہ پل میں گزر جائے
پتوں کے جھڑنے کی بات نہ کرو

موسم بہار کی آمد آمد ہے صدف
چپ رہو رونے کی بات نہ کرو

آزاد نظم

ساون کی بہت سی بارشیں بھی

میرے آنسوؤں کا

مقابلہ نہ کر سکی !!!

آہ !!!

افسوس

تبھی تو میں تنہا نہ رہ پائی

اور

جاد کی آواز میں نے

موت کو

آزادِ نظم

میں جب اُسکے کوچے میں گئی
بد قسمتی ایسی کہ!

وہ پاتے ہی میری آمد کی خبر
اک آزاد پنچھی کی طرح

اڑ گیا

مگر!!!

اُسکی یادوں کے نشاں
اُسکے قدموں کی آہٹ
میری اک اک سانس پہ
اک گہرا بہت ہی گہرا

نقش چھوڑ گئیں

بہت چاہنے کے باوجود
اُس سے وابستہ باتوں کو

بھلا نہ پائی

اور!

شاید

کبھی بھی ایسا اب

ممکن نہیں

فـزل

ہائے افسوس صحافت میں چوریاں
لکھے کوئی بھرے اور کوئی تجوریاں

کرپشن سے پردہ اٹھانے کی خاطر
طاقت سے قلم کی بھر دی بوریاں

لکھا کسی کا نام اپنے سے چھاپ کہ
جھک جھک کہ بولے لفظ سوریاں

صدف برداشت کی حد منہ موڑ لیتی ہے
جب محنت کسی کی کھائے اور کوئی کچوریاں

کمرہ امتحان

داخل ہوتا ہے جب اُستاد
 کمرہ امتحان میں
 آتی ہے صدابچوں کی
 ہم اگر!
 کتاب کھول لیں تو کیا بات ہے
 فرسٹ ڈویژن
 آہی جائے گی
 اور!!!

شاید اگر ہم ٹاپ کر لیں تو
 اخبار میں ہماری تصویر
 آہی جائے گی

غزل

چاہنے والوں کے ہجوم میں تنہا ہم
ویران آنکھوں میں دیکھیں کس کا سینا ہم

موبائل 'انٹرنیٹ' کا ہے زمانہ
ڈھونڈیں کہاں پر سچا جذبہ ہم

نظر کا تیر تو کریناک ہوتا ہے
دل نہ ٹوٹے یہی دیں صدا ہم

جانے کیلئے آنا تو مت آنا کبھی
روکنے کیلئے تمہیں دیں گے صدا ہم

صبرِ محبت نہ میرا آزمائے وہ صدف
روٹھ گئے تب بھی کہیں تمہیں اپنا ہم

غزل

کرچی کرچی کرچی کرچی کرچی کرچی
ظالم جو ہو نہ اپنا

اُسکی یاد میں راتوں کو
چپکے چپکے روتے رہنا

چھن چھن کرتی چھن چھن
رکھو تو سنبھال کے رکھنا

آنکھ سے آنسو بہہ نکلے
چھپ چھپ پلک چھپکنا

آنگن سونا سونا صدف
سُن کے شور کو تنہا سُننا

غزل

مجھ کو بے وفا کیا کہہ گئے، خود تو وفا کی نہیں
ماںگا ہمیشہ ہم نے اُسکو، اُس نے تو صدا کی نہیں

بے مروت تھے وہ بے مروتی پر اتر ائے
اے جانِ حیات ہم نے تو پرواہِ انا کی نہیں

مٹ جاتی رنجشیں، دوریاں میری تمام
لیکن اُس نے تو رسمِ وفا ادا کی نہیں

لذتِ درد کا ادراک اسے کیا ہو کیسے ہو؟
جس نے کسی کو نہ دل دیا اور وفا کی نہیں

صدف یہ دل بیقرار اب تک اُسکے لیے
اُس بے قدر نے تو سر پر میرے ردا کی نہیں

فزل

باتوں میں اُلجھا لوں
کاش اپنا بنا لوں

میرے ہم دم میرے
آنکھوں میں سجا لوں

من میں میرے ہے اک
آ جاؤ تو بتا لوں

ہر طرف تُو ہی دکھتا ہے
اجازت ہو دل میں بسا لوں

صدف گم گم سُم سا رہتا ہے
ملو تو آچل میں چھپا لوں

ف ن زل

عرصے بعد ملاقات ہوئی
تاروں بھری رات ہوئی

تاریکی میں دن سماں
جیسے جیسے بات ہوئی

ترسی آنکھ برس پڑی
بے موسم برسات ہوئی

چندا چکوری کھلکھلا اٹھے
ملن کی جب ساعت ہوئی

صدف آس کی ٹوٹی
صبح کی جب شروعات ہوئی

غزل

زندگی سست روی کا شکار
موت سے پہلے موت کا انتظار

رُو رُو کہ اب فریاد کر لوں کیسے
تیری سنجیدگی میں چھپا انکار

شوق نہ تھا لکھنے لکھانے کا مجھے
درد ملا تو کہہ دیئے چند اشعار

فرصت ہی نہ ملی ہم کو کہ
دیکھتے تیرے حُسن پرستوں کی قطار

صدف بوجھل بوجھل پن پھیلا
بہا نہ خراب طبیعت کہاں چڑھا بخار

ف ن ل

نصیب سویا تو کیا ہوا
حبیب کھویا تو کیا ہوا

بجر زمین بویا تو ویران رہی
عجیب بویا تو کیا ہوا

خوشی جیت رویا تو محبت میں
رقیب رویا تو کیا ہوا

جانے والا تو جا چکا اب
نصیب سویا تو کیا ہوا

گوشہ خلوت کھویا تو ڈھونڈا صرف
طبیب کھویا تو کیا ہوا

غزل

ہاتھ کی ریکھوں میں تم ہو کہ نہیں
مقدر کی کھیلوں میں تم ہو کہ نہیں

ڈھونڈوں میں تمہیں کہاں کہاں
دُنیا کہ میلوں میں تم ہو کہ نہیں

بسیرا تیرا محبت کی وادی میں
پیار کی جیلوں میں تم ہو کہ نہیں

خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑے
شامل ان بیلوں میں تم ہو کہ نہیں

صدف سوئی کی طرف بہہ تو جاؤں میں
دریا کے کنارے میں تم ہو کہ نہیں

دو شعر

وفا ڈھونڈتے ہیں تیرے شہر میں
کم ظرف سہی پر ڈوبے تیرے سحر میں

آندھی، سیلاب، طوفان ہے رواں
ان تینوں کو پُرو دیں اک بحر میں

قطعہ

سج دھج کر پورے جو بن پر نکلی دھوپ
آہم تم مل بیٹھ جائیں سایہ شجر میں

زندگی اک کھیل ہے جو ہو جائے گی ختم
ہو گا بعد موت تیرا ہی عکس نظر میں

خود بھی وہ چلا گیا

رُت آئی برسات کی
بھگی بھگی آنکھیں
نڈھال ہوئے جب غم سے
ملی نہ خیرانگی
لیکن !!

معلوم ہوا جب ہمیں
وقت بہت گزر گیا
ساون تو جانا تھا
چلا گیا

فہرست

غم کی چادر اوڑھ بیٹھے
آس کی چوڑی توڑ بیٹھے

تھم جائے رواں بارش
سورج سے ناتا جوڑ بیٹھے

نم ہو گئیں آنکھیں میری
خوشی من سے نچوڑ بیٹھے

وہ بے وفا ہو گیا کسی کا
جو ناطے یادوں سے جوڑ بیٹھے

حم حم جینے کی دُعا
صرف دے کے مکھ موڑ بیٹھے

میرا کنجاہ

میری پہچان میرا کنجاہ ہے
میری آن میرا کنجاہ ہے

ملا عزت و مرتبہ یہاں
شہداء کا نشان میرا کنجاہ ہے

گلی گلی شعر کی بھاشا
ادب کا مکان میرا کنجاہ ہے

کہنے کو چھوٹا سا تاریخی قصبہ
ادب کی پہچان میرا کنجاہ ہے

مثل نہیں ملتی اُسکی کہیں اور
صدف میری جان میرا کنجاہ ہے

غزل

روٹھوں تو منائے نہ کوئی

روؤں تو ہنسائے نہ کوئی

محبوب کی آمد کا انتظار

در تو کھٹکھٹائے نہ کوئی

لفظوں میں بن گئی داستاں

سچ ہے کیا سنائے نہ کوئی

زندگی کی آرزو یہی ہے

نظروں سے اپنی گرائے نہ کوئی

صدف رُو برو کھڑا رہا میرے

ماجرا ہے کیا بتائے نہ کوئی

زل

| | | | | |
|------|-------|--------|--------|------|
| جائے | ڈوبا | ہی | کچا | گھڑا |
| جائے | روٹھا | | جیسے | ساحل |
| مارا | نے | کرنوں | کی | سورج |
| جائے | ٹوٹا | | اپنا | سپنا |
| کاش | لمحے | یہ | جانتیں | رُک |
| جائے | روکا | | کیسے | اسکو |
| عادت | اسکی | سنورنا | | بننا |
| جائے | ٹوکا | اُسے | طرح | کس |

ذہن پہ غالب جلوہ ہے
 دن بھر اُسکو سوچا جائے

سانسوں میں شامل وہ
 اُسکو من سے نوجا جائے

کیسے صدف اک بار ملے وہ
 صبر کا دامن چھوٹا جائے

غزل

ناجِ مورِ دلِ سلجھائے
اُمیدیں جی میں جگائے

پا کہ اُس کے آنے کی خبر
پھولوں سے اپنا گھر سجائے

ڈھونڈوں اُسے گُوچہ گُوچہ
یاد اُسکی دل رو لائے

دیکھے اُسے برس جھلک
کہو اُسے دکھائے

چرا کے دل ہمارا صدف
اپنا ہمیں پتہ بتائے

فہرست

سرگوشی ڈوبی ڈوبی سی
سجنی روٹھی روٹھی سی

محبت میں میں ٹوٹا
چھائی غمی غمی سی

آنسو رخسار رخسار پھلے
دیکھی نمی نمی سی

آسائش سارے سارے کی
پھر بھی بھی سی

صدف چونکی کچھ کہ
آواز تھی سنی سی

فـزل

دُنیا کے میلے میں اگر گم ہو جاؤں
نظر میں تیری آپ سے تم ہو جاؤں

سب بہنے نہ دوں تیری آنکھ سے
پسند نہیں مجھے کہ تیرا غم ہو جاؤں

زیادہ نہ لو زباں سے نام میرا
مخبر کا ہو خطرہ تو کم ہو جاؤں

دھوئیں کا عکس باقی ہے ابھی
دھبہ ہوں اگر تو ختم ہو جاؤں

صدف خوش خوش ہے سارا زمانہ
چاہت میں آنسوؤں سے نم ہو جاؤں

غزل

معلوم ہے مجھ کو چاہتا ہے
دُکھ میں کبھی ہنساتا ہے

ہجوم میں بچھڑا مجھ سے
تنہائی میں تڑپاتا ہے

سُن کے پائل کی چھن چھن
مست سا وہ ہو جاتا ہے

خوابوں میں بسیرا اُسکا
بناء اطلاع مجھے جگاتا ہے

صرف بچا کہ مجھے کانٹوں سے
پھول راہوں میں سجاتا ہے

غزل

بغیر نوٹ کے ووٹ دو لوگو
معاوضہ نہ کوئی تم لو لوگو

پاکستان کو خوشحال کرو
دُور کرو دشمن کی بد بو لوگو

ورغلائے تمہیں کوئی دھاندلی پر
یک دم کر دو نو نو لوگو

مُلک مستحکم پر امن بناؤ
غفلت سے اب تو جاگو لوگو

کرو انتخاب سوچ سمجھ کر
ووٹ نہ اپنا کھو دو لوگو

غزل

پاکستان ہماری شان ہے
تن من دھن قربان ہے

آرزو ہے ختم ہو کرپشن
دُنیا کہ نقشہ پر اک پہچان ہے

الیکشن آیا نئی حکومت لایا
کایا پلٹے یہی ارمان ہے

مرتبہ بلند اور اعلیٰ ہو
پاکستان ہماری جان ہے

صدف بچہ بچہ بہادر اسکا
زندہ قوم کا نشان ہے

نظم

رُسوائی کا غم
تنہائی کا عالم
نہیں ہے کوئی اپنا
پھر!!
سجائیں کیوں ہم
کس کا سپنا؟؟

باپ نہیں ملتا

چند لمحے پہلے پکارا مجھے
وہ لب جو صدف کہتے کہتے
نہ تھکتے تھے

خاموش ہو گئے

جانا تو آخر سب نے ہے
وقت سے پہلے چھوڑ گئے
آنسو نہ بہنے دیتی تھی
سامنے کسی کہ

وہ!!

دیوانہ وار!!

روپڑی!!

اُسکی چیخ و پکار بھی

اپنے بے جان باپ کو

واپس بلاناہ سکی

ہر چیز مل جاتی ہے

باپ نہیں ملتا صدف

آزاد نظم

اُسکے نام پر حرف نہ آنے دوں

خاموش تمنا ہے اپنی

ذکر ہو جو تیرا

لبوں کو سینے میں

عار نہ سمجھوں کوئی

بچھڑ جاناں

یہ دیوانگی ہے کیسی

غزل

گھڑی گھڑی دو گھڑی کی ساعت
لمحوں میں ہوئی نہ بات

سحر زدہ اکھیوں میں ڈوبی
جاگتے جاگتے کب گئی رات

یادوں میں ہوئی بیقرار
دل پر اُسکے نام کی اشاعت

انفرادیت نہ بھائی سُسکی
گردِ پھلی حاسدوں کی جماعت

مخلص دوست نہ پایا
دُشمن تو ہوتا ہے کم ذات

فزل

پلکوں پہ آنسو ماند موتی کے
 گالوں پر گرہا ہستی روتی کے
 آس ختم ہوئی سی لگتی ہے
 امید کی کرن روشن ڈوبتی کے
 ہارنے کا تصور سوچا ہی نہیں
 جیت اُسکی کھوئی بدلی بدلتی کے
 چالاکی عیاں نہیں پر اُسکی محبت
 معصوم بنھی سی چڑیا گاتی کے

لبوں کو سی رکھا ہو جیسے
سحر خامشی میں کچھ نہ کہتی کے

سرکتا آنچل پشت پر صرف
بل کھائے بارش میں بھیکتی کے

آزاد نظم

اُس نے نہ بات کرنے کی قسم کھائی

پر اس دل نے

اُسے پانے کی شرط لگائی

گم سم رہنا بھی اک راز محبت مانا

بولنے والے کی بھی ادا نرالی

غزل

مظلوم پر ہی ظلم ہوتا ہے
طاقتور ہی میٹھی نیند سوتا ہے

امیر ہی امیر ہو رہا ہے
مُفلس کیڑے پر پیوند ٹانکتا ہے

حکمران کا چھایا ہے راج
عوام کا وہ خون چوستا ہے

اُونچے نیچے طبقوں میں
انسان خود کو بانٹتا ہے

خدا کی آزمائش کو صدف
ہر کوئی کہاں مانتا ہے

کرپشن

کرپشن دور کرنا چاہتی ہوں

مگر!!

مجبور ہوں

افسوس سے کہتی ہوں

میرا رشتہ دار

ملاوٹ کرتا ہے

اور!!

میرا سربراہ

چوری کرتا ہے

اے یارب

معاف کرنا مجھے

وہ مجھے جھوٹ بولنے پر

اُکساتا ہے

اگر!!

میں سچ کا ساتھ دوں
خارج مجھے وہ کرواتا ہے
میں کیا کروں
میں تو صرف
حقیقت میں
کرپشن دور کرنا چاہتی ہوں

ف ن ز

ایک سطر با معنی سے لگی
شخصیت پہ جسکی کہانی لکھی

فکری اُمنگ سے دو چار جناح
بے مثال قیادت و ناموری ملی

تعلیم نے بنایا نڈر و بے باک
راتیں چراغ کی روشنی میں ڈھلی

سچائی و حقیقت سے روشناس ہوا
تقاریر جس نے اُسکی سُننی

صرف غلامی سے نکالنے والا ہمیں
قائد کی تصویر آنکھوں میں سچی

3 شعر

در پر دستک دیتے دیتے شام ہو جائے
چوکھٹ پر نظر آئے نہ آئے عمر تمام ہو جائے

محببتوں کا سفر رواں دواں ہے
قصہ عشق تیرا میرا نہ عام ہو جائے

حیات کے لمحے تنگ مجھ پر صدف
موت پر میری وہ بد نام ہو جائے

3 شعر

بلا مجھے پھر سے پہلے کی طرح
لوٹ جا جھوٹے قہقہے کی طرح

دُشوار ہو گئی دل کی دھڑکن
سمٹ لے اُسے تختے کی طرح

سنورنا سبنا مانند پڑ گیا
آنکھوں میں چمک سپنے کی طرح

ف نزل

میں پتھر سے پانی ہو جاؤں
اُسکے دل کی رانی ہو جاؤں

تکلف نہ برتیے ہم سے
نظر میں اپنی بے معنی ہو جاؤں

شاعروں کی شاعری میں
اک نرالی کہانی ہو جاؤں

چھینا سب نے اُسکو مجھ سے
فقط اُسکی نشانی ہو جاؤں

گزشتگو میں اُسے کمالِ صدف
اُسکی باتوں کی روانی ہو جاؤں

ماں کی قدر

ماں کی قدر بن ماں بچے سے پوچھ
خوشبو خوشبو بکھری کہاں وہ خود بوجھ

گلشن کا سماں اُس کے آنگن میں
پھول پھول پہ وہ قربان تو نہ روٹھ

تشبیہ دے چاند سے اپنے بچے کو
ستارے اُسکے پیارے اُسکے سب کچھ

تڑپ کسی اور میں نہ دیکھائی دے
پیارے بچے دیکھ کہ کمر جائے اُسکی جھک

ماں کا چہرہ سب سے نرالہ صدف
کبھی نہ دینا اُسکو کوئی دکھ

لہروں کا بہاؤ

سمندر سے اُٹھنے والی لہروں کے بہاؤ
توڑ کہ میرے ریت سے بنے گھروندے

ایسے تم نہ جاؤ

نم ہو جائیں گئیں میری آنکھیں

کون پونچھے گا پھر!!

میرے گرتے بہتے آنسو

یہاں کوئی نہیں آنے والا

انتظار کا مطلب بے بسی ٹھہرا

دُکھ کے مارے ہیں ہم

کون سمیٹے گا درد ہمارے

اے بہارو!!

سنو میری بات!!

کوئی اور آئے گا نہ

تم ہی لوٹ آؤ

غزل

آ نکھیں

باتیں

ویران

یادیں

منظر

راتیں

آ نکھیں

زلفیں

محبت

راہیں

صدف

ہنسائیں

جھیل

ریلی

ساحل

شور

منظر

غمگین

جادو

ریشم

آسان

مُشکل

چلو

آے

برپا

آزاد نظم

روٹھنے کا ڈر تھا تو روٹھ ہی گیا
 تیری جفا کیا محبت کیا بوجھ ہی گیا
 روشنی پھیلی اور پھیلتی چلی گئی
 دیپ جو جلا اُلفت کا تیری بجھ ہی گیا
 تیرے پانے کی من میں آس لگائے
 کام تیرے شہر کوئی سوجھ ہی گیا
 حصار وعدے کا قید سے کم نہیں
 خود نکل گئے کہا مجھے تیرا کچھ ہی گیا
 صدف جدائی بے مروتی کی باتیں
 اس سگندل دُنیا سے وہ سیکھ ہی گیا

ف نزل

پیار محبت افسانوی چیز
نفرت سے نہ دے تشبیہ پلیر

راگ ، گیت ، نظم ، غزل
عشق والوں کو سب کی نیڈز

اُسکے جلوے کی ہے دھوم
افسردگی چند دنوں کی لیز

آخری سال کا ڈوبا سورج
نئی صبح ہوئی اب ریلیز

آنکھیں بند لب خاموش
صرف موت ہے یہی چیز

پتھر کی حقیقت

پتھر کو تراشنے والے ہاتھ

اتنی!!

خوبصورت اشیاء بناتے بناتے

اپنے ہاتھوں کو بھی پتھر بنا لیتے ہیں

کبھی!!

سوچا ہے کسی نے

وہ چیزیں جن کو

ہم!!

اپنے مکانوں کی زینت

بنا ڈالتے ہیں

انہی پتھروں سے بنائی گئی ہیں

جن پر ہم چلتے چلتے

اپنے پاؤں لہولہان کر لیتے ہیں

اور پھر صدف!!

وہ پتھر جس سے ٹھوکر لگنے کے بعد

پاؤں زخمی ہو جاتا ہے

اور!!

پھر!!

بڑھاتے ہیں ہاتھ اپنا

اٹھاتے ہیں پتھر وہی

اور!!

بہا دیتے ہیں اُسے جھیل میں کہیں؟

آزاد نظم

تیرا لکھا گیت گانا اب میں چاہتی ہوں
 سُراپنا ہوا میں لہرانا اب میں چاہتی ہوں
 اڑان میری اونچی بہت ہو چکی
 آسمان سے نیچے جانا اب میں چاہتی ہوں
 تیری فرصت لٹتی نہیں مجھ سے
 صرف تجھ کو پانا اب میں چاہتی ہوں
 کبھی تو نکلوں گی ان تصوروں سے
 حقیقت سے روشناس ہونا اب میں چاہتی ہوں
 رجم جھم سیاہ برستی بدلی میں
 پاس تیرے آنا اب میں چاہتی ہوں
 ادھورے گزرے لمحے سمیٹنے کیلئے صدف
 وقت کو ٹھہرانا اب میں چاہتی ہوں

خدا کیلئے

تم سے تم کو مانگتے ہیں سدا کیلئے
ہم سے دُور نہ جا اب خدا کیلئے

میری آنکھوں سے جتے ہیں آنسو بہت
انکو انمول بنا اب خدا کیلئے

ہم تجھ کو ہی چاہتے ہیں صرف تجھ کو
ہم سے نظریں ملا اب خدا کیلئے

ہم دیکھ کر تجھ کو شرما جاتے ہیں
ہم کو نہ تڑپا اب خدا کیلئے

تیرے ہی تصوروں میں کھوئے رہتے ہیں
انکو حقیقت بنا اب خدا کیلئے

تیرے ہی درد میں گھلے ہیں ہمیشہ
اس غم کو دے شفا اب خدا کیلئے

مجھے تجھ سے محبت ہے بہت
اعتبار کر میری وفا کا اب خدا کیلئے

دُنیا کی بھیڑ میں لٹیرے ہیں بڑے
ہمیں ان سے بچا اب خدا کیلئے

ہم نے تجھ سے اُمیدیں کر لی وابستہ بہت
ہم کو اپنا بنا اب خدا کیلئے

غزل

جا چکا اس کا انتظار کیوں
یاد میں اسکی آنکھ بیقرار کیوں

سوچ پہ غلبہ بنا عذاب جاں
پہلی ملاقات پہ اقرار کیوں

اسکی سانسوں کی خوشبو معطر
بال و پر کٹوا کر اعتبار کیوں

ہر گُو ہر گنر ہر سو بکھیروں
چاہت سے پھر فرار کیوں

خوابوں کی دنیا میں بسا کہ
لکھوں اُس پہ اشعار کیوں

صدف قدرت سے لگی آس میں
سجدے راہ میں اسکی ہزار کیوں

پاگل لڑکی

محبت کی متلاشی اک پاگل سی لڑکی ہوں میں
 سائے کے پیچھے دوڑتی اک پاگل سی لڑکی ہوں میں
 جانتی ہوں میں کہ میں کچھ بھی تو نہیں ہوں
 محبت کی متلاشی اک پاگل سی لڑکی ہی تو ہوں میں
 وہ تو جاچکا ہے پھر اُسکے انتظار میں کیوں
 محبت کی متلاشی میں اک پاگل سی لڑکی ہوں کیوں

غزل

کبھی تمہیں کتنی تھی میری طلب
میری حالت تھی چھپی تجھ سے کب

بیٹھا کہ آسماں پہ خاک میں جا ملایا
ڈھایا ہے کیسا تم نے مجھ پر اپنا غضب

روگِ عشق ہے کہ بڑھتا ہی چلا گیا
جاں نہ پائے تم میری اداسیوں کا سبب

بکھر گئی میں سوکھے تنکوں کی مانند
خواب جو دیکھے میں نے ٹوٹ گئے وہ سب

لوٹ کر سب کچھ پوچھتے ہیں کیسے ہو
صدف تیرے اردگرد نظارے ہیں کیسے عجب

انتخاب

آ کر دیکھ تو کہ میں کس حال میں ہوں
صرف میں ہوں

اور!!

بس میری تنہائی ہے
سخت عذاب جان میں مبتلا ہو چکی ہوں
مجھے یہاں تیری یاد کھینچ لائی ہے
صرف میں ہوں

اور!!

تیری جدائی ہے
درد ہے کہ بڑھتا ہی جاتا ہے ہر لمحہ
سکوں کی تلاش میں یہاں دوڑ آئی ہوں
تیرے نام سے وابستہ ہیں
امیدیں بڑی

چل یہاں سے دُور کہیں
وہاں بسیرا کرتے ہیں
جہاں اپنی رسائی ہے
دُشوار تو بہت ہیں یہ رستے
مگر!!

انتخاب ہم تو صرف
محبت کا کرتے ہیں

غزل

چلی جاتی ہوں گی تیری محفل سے جب
مجھ کو جاتا دور ضرور دیکھتا ہو گا

لاکھ چھپائے مجھ سے اپنا پیار مگر
ڈھیروں پہر صرف مجھ کو سوچتا ہو گا

جانتی ہوں منہ سے کچھ نہ بولے گا
راتوں کو اٹھ کر میرے ہجر میں روتا ہو گا

محبت کیا جان کر بھی انجان بنا بیٹھا
اس سوال کو سوچ کر اکثر جاگتا ہو گا

دور ہوں اُس سے پر سامنے آ جاؤں
خواب میں پا کے مجھے وہ تو چلتا ہو گا

اظہار کر دیکھیں

دیکھو پھر ساون آیا ہے
 ان بھگی بھگی راتوں میں
 آنکھوں میں کچھ دیپ چلے
 ان مکار مست ہواؤں میں
 ہم یہاں سے کہیں دور چلے
 دل میں اُمید کی شمع جلانے
 تجھے پانے کی آس لگائے
 شاید اب کہ ہم کامیاب ہوں
 چلو کوشش کر دیکھیں ہم
 تیری خوشی میں اپنی خوش
 کیوں نہ تجھ پر اعتبار کر دیکھیں

غزل

گفتگو کا اُس سے کوئی بہانا چاہوں
خاموش نظروں کا اُسکی نظر آنا چاہوں

ٹوٹ گیا دل کانچ کی مانند میرا
اس کرچی کرچی کو میں جڑانا چاہوں

تصورات میں اُسکی پوجا کی بہت
دیس اُسکے جانے کو اک بہانا چاہوں

آسماں پر اڑنے کا شوق لے ڈوبا
صحرا میں اب خیمہ لگوانا چاہوں

ہونگے اُسکے شیدائی بہت سے مگر
صرف جلوؤں سے اپنے اُسے تڑپانا چاہوں

اُسکی نظروں کی چمک نے گھائل کر دیا
دل کا حال میں اُسے سنانا چاہوں

ڈر سے اس کے وہ روٹھ نہ جائے کہیں
کبھی نہ میں اُسکو آزمانا چاہوں

لیلیٰ سے بڑھ کر اُس سے عشق مجھے صدف
کسی حال میں نہ اُسکو گنوانا چاہوں

خوش نہیں

خوش نہیں سی مجھے اک ہوگئی ہے
 تجھ سے محبت سی مجھے ہوگئی ہے
 تو دیکھے چاہے کسی بھی جانب
 لگتا ہے میری تیری محو نظر میں ہوں
 تیری آنکھ کی لغزش اتنی قائل سی ہے
 لگتا ہے میں دیوانی سی ہوگئی ہوں
 لوہا تو لوہا پتھر بھی پکھل جائے یہاں پر
 تیرے عشق میں پاگل سی ہوگئی ہوں
 خود سے انجانی سی میں ہوگئی ہوں

فزل

کچھ دن گزر جائیں گے سکوں سے اب
آواز تیری سُنی کافی ہے یہی سب

بے چینی اپنی بڑھتی ہی جا رہی تھی
تسلی دل کو ملی بات ہوئی تجھ سے جب

اپنی آنکھوں کو جھکا جھکا ہی رہنے دیا
کیا پتہ رازِ دل عیاں ہو جائے کب

چاہت اپنی کو میں نے چھپا کر رکھا
پھر بھی میرے خلاف ہو گئے سب

میری تمام ریاضتیں تیرے لیے ہیں
تیری عادتیں بڑی نرالی ہیں عجب

خواہش کرتی ہوں تم میرے پاس ٹھہرو کبھی
میری خاموشی کی زبان سمجھو تمام شب

میرے عشق کا جنون جان جاؤ تم اگر
مجنوں کی طرح مجھ کو آئینہ میں بتاؤ اب

شکر میں ہوں

غم محبت سے آشنا دور اپنے سے ہو کر
 بتلا میں اک انہونے فخر میں ہوں
 پا کر اپنا ہیبت تیری دیکھا کہ جادو گری اپنی
 اُداس ہی میں اپنے تکبر میں ہوں
 عنایت تیری مجھ پہ پھر جانے کس پہ ہو
 میں چٹنگل میں پھنسی شکر کہ ہوں
 شبنم چو پھول پیش تجھ کو کروں
 چاہتی میں تجھ سے پتھر کو ہوں
 رونے کی عادت ڈال گئی انمول موتی بہا گئی
 میں وفا کی دیوی بننے کے چکر میں ہوں
 مجھ سی ادا کسی اور میں کہاں
 جس حال میں ہوں

غزل

وہ میرے جگر کی کھیتی میں اپنی چاہت بو گیا
ویراں ساحل بیچ سمندر میں میری بیڑی ڈبو گیا

نہ ساون کی رُت تھی نہ بے موسم کی بارش
پھر بھی اک خیال میرا چہرہ بھگوا گیا

میرے اردگرد میرے خیر خواہ تھے بہت
پھر نہ جانے کیوں میرا نصیب سو گیا

میرے جو بن کا کوئی رنگ خیرہ نہ کر سکا اُسکو
وہ مجھ زندہ لاش کو دیکھ کر رو گیا

نکال نہ پائی اُسکی محبت دل سے میں صدف
وہ پھر سے من میں اُمید کا کانٹا چھو گیا

تنہائی

میں ہوں اور میرا کمرہ ہے

بہت سی کتابیں

بکھری پڑی ہیں

الٹوں اگر میں کسی بھی

ورق کو

تیرا ہی چہرہ نمودار ہوتا ہے

تیرے شعور میں گھر چکی ہوں

لگتا ہے ایسا

جہاں سے لا تعلق ہو گئی ہوں

کبھی کبھی !!

دیوانوں کی طرح میں

دیواروں پہ تیرا نام

کوئی آہٹ پا کر اچانک
 چونک پڑتی ہوں
 محسوس کرتی ہوں ایسا جیسے کہ
 تو سامنے ہے میرے

اور!!

اگر کبھی نکلوں اس کمرے سے باہر کبھی
 دیکھو کے آسماں کی طرف
 رب سے تجھ کو ہی مانگتی ہوں

چاپلوسی

میں جیسی ہوں ویسی ہی ہوں
 لوگ تو جھوٹی تعریف کرتے ہیں
 منہ پہ اتنے پیارے اتنے میٹھے بن کر
 لوگ تو کھوٹی بات کرتے ہیں
 ہنر کہاں دولت ہے رانج یہاں
 لوگ تو سچی پہچان کرتے ہیں
 صاحب جائیداد کو صاحب حیثیت کو
 لوگ تو سلامی پیش کرتے ہیں
 شناخت اچھے بُرے کی ہے کہاں
 لوگ تو مطلبی انداز رکھتے ہیں
 ذی جاہ ذی شان ذی شعور
 لوگ تو دھیمی آواز رکھتے ہیں

لوگ

کسی پہ تمہت ہی تمہت لگانے سے پہلے
اپنے گریباں میں کیوں نہیں جھانکتے لوگ

اذیت ہی زمانے والے خیرات میں بخشے ہیں
اپنے خیال میں مگن رہنے نہیں دیتے لوگ

زخمی دل چھلنی چھلنی کرنے کے بعد
الزام اپنے سر کیوں نہیں لیتے لوگ

روگ عشق میں کوئی مُبتلا ہو یا نہ ہو
تیز آندھی کی طرح افواہیں اڑاتے لوگ

حاسدوں سے بچنا بہت دُشوار ہے
اس جہاں کو بھی چھوڑنے نہیں دیتے لوگ

تُمہیں بھلانا اگر بس میں ہوتا
شمار یاد کا نہ بھرے رش میں ہوتا

چلے کہاں چھوڑ کہ مجھے تُم
آتے گھر میرے استقبال خس میں ہوتا

ثبت تیرا ابھر آیا ذہن پر
میں من کی روکتی بس میں ہوتا

ثانیہ ملاقات گزر بھیگ یا
ٹھہرتے گر لمحے شمار کیوں بے کس میں ہوتا

صدف دُنیا نے جانا مخبوط الحواس مجھے
سمجھتا وہ یہ کھیل شامل بھیس میں ہوتا

اچھے نہیں لگتے

جو پسند کرتے ہیں وہ اچھے نہیں لگتے
 بھاگتے ہیں اُنکے پیچھے جو پیار ہمیں نہیں کرتے
 جس چراغ سے دُھوں اٹھے وہ اچھے نہیں لگتے
 دل میرا جل رہا ہے مگر وہ پرواہ نہیں کرتے
 سائے کے پیچھے دوڑنے والے اچھے نہیں لگتے
 پر عاشق رسوائی کے خوف سے نہیں ڈرتے
 چہرے پر کرب سجانے والے اچھے نہیں لگتے
 جتنا بھی ہو دکھ بتایا کسی کو نہیں کرتے
 اپنی لگائی آگ میں لپٹنے والے اچھی نہیں لگتے
 ماضی بھولتا نہیں پر یاد رکھنے والے اچھے نہیں لگتے

فردات

میں نے کہا اُسے تُو بھول جا مجھ کو
 تیرے نصیب میں میں کہاں
 تیری خواہش ہے کہ میں تجھے مل جاؤں
 میری خواہش کیا ہے یہ معلوم نہیں مجھے
 کیسے بھول جاؤں وہ تیری پیار بھری باتیں
 شاید انہیں بھولنے تک ہم ہی نہ رہیں
 تیری تصویر کو سامنے رکھ کر سوچتی ہوں
 لوگ کس قدر بدل جاتے ہیں صدف
 یہاں پہ غربت میرا امتحاں تھی
 میرے لیے یہ امتحان پاس کرنا
 وبال جان تو نہ تھا لیکن
 جانے کیوں میں خاموش رہی

لمحے

جو لمحے مل رہے ہیں

خوشی کے ہمیں

آؤ مل کر!!

کھو جائیں ان میں

نصیب میں ہمارے

کیا ہوگا کیا نہیں

اس کو بھول کر

خوش ہو جائیں ہم

ضروری تو نہیں

مقدر چمکے ہمارا

لیکن!!!

فریاد تو خدا سے

کر دیکھیں

آج کے دن ہم

ز

زخم جو تو نے دیا گہرا ہے کتنا
بیٹھ کر تجھ سے دیا ممکن نہیں جتنا

کھول دے بھید دلوں کا کیسے
چاہتے ہیں ہم تمہیں ہی اتنا

بھلا دیں تجھے ہم یہ ہو کیسے
رسوائی کے ڈر سے خوف ہے جتنا

چاہیے کوئی دوسرا گوارا نہیں
ہمیشہ تم ہی دل میں اپنے رکھنا

صدف چھوڑ دیں یہ دُنیا کس طرح
کہتا نہیں ہے کوئی ہمیں تو اپنا

چنچل

ماہ پارہ ، ماہتاب ، ماہ رخ تھی وہ
 بڑی ظالم ، سنگدل ، دلربا تھی وہ

ماہ بقاء ، ماہ کامل ، ماہ نور تھی وہ
 بڑی سُرمہ ، مافوق چنچل تھی وہ

یاد آیا

جنگ کا زمانہ تھا عالم تھا افراتفری کا
 اس افراتفری میں اچانک مجھے
 بیٹا ہوا گزرا ہوا زمانہ یاد آیا
 جب تبسم تھا اس مملکت میں
 میری مملکت کا گوشہ گوشہ
 تیرے میرے نغموں سے تھا منور

جانے کدھر گئے

سپنے دکھا کر پیار کے جانے کدھر گئے

پیار جگا کر من میں جانے کدھر گئے

ہم ڈھونڈتے رہ گئے ان کو

سرِ راہ بلا کر

وہ ہمیں جانے کدھر گئے

تم ہو

جگہ ہو ایسی جہاں میں ہوں تم ہو
میری منزل ہو وہاں تک جہاں تم ہو

میری زندگانی ہو وہاں تک جہاں تم ہو
میری ترانی ہو وہاں تک جہاں تم ہو

فزل

زندگی کانٹوں میں اپنی سجائی ہے
تقدیر نام تیرے لکھائی ہے

بیٹھ کر تجھ سے محسوس ہوا
خزاں ہی خزاں ہر طرف چھائی ہے

ذکر درد کا اپنے کس سے کروں
محبت میں فتح کس نے دلائی ہے

ٹرپ کیسی کیا بتاؤں میں
خود ہی دل میں آگ لگائی ہے

محفل تیری سے نکل کر جاؤں کہاں
آفت تیری ہی کھینچ لائی ہے

عشق کی بازی ہار چکی صدف
تقدیر ہی شاید ایسی پائی ہے

خواہش

کیوں ایسا نصیب ہے میرا
تیرے قریب رہنے سے بھی

دُوری کا

احساس ہے کیوں

تیری سانسوں میں

مہک ہے کس کی

نظروں میں سمائی ہے

صورت کس کی

گلابی موسموں میں

مہکتی فضاؤں میں

میری آنکھوں میں

اُداسی ہے کیوں

کبھی تو میری

آنکھوں کو پڑھ

میرے دل میں

جھانک!!

مجھے خواہش تیری ہے

مل جائے تو مجھے

دُعا یہ میری ہے

فزل

بہانے تراشے بہت جانے کو اُسکو شہر
بد قسمتی ایسی کہ چھوڑ گیا اپنا گھر

در و دیوار ویراں ویراں سا لگا
گویا اُسکو میرے آنے کی ہوئی نہ خبر

میرے چہرے کی چمک میں اُسکی خوشی
مسکراہٹ میری کو سمجھا وہ اک سحر

میری نصیحت آموز بات پہ دھچکا لگا
کبھی باتوں میں تھا ' میری بڑا اثر

سوچتی ہوں صدف کیا بچا کیا نہ بچا
کہہ دیا اُس نے جہاں کا شکر

تصور

آج میں خوش ہوں کہ میرے ساتھ تم ہو
 میرے ساز میں میرے نعمات میں میرے جذبات میں
 رکھتے ہیں ہم بھی پھول کتابوں میں لیکن
 چھپائے بغیر دکھائے بغیر سب سے
 نرمی سے بات کرو بس تم ہم سے
 ستائے ہوئے ہم جہان کے ہیں
 اپناؤ گے تم ہمیں یا نہ اپناؤ گے تم
 جلدی سے ذرا بتلاؤ ہم انتظار میں کب سے
 تصور میں ہیں ہم تصور میں ہی
 مزے سے ہم تو انہی حالات میں ہیں
 ڈوب رہے ہیں ڈوبنے ہی دو ہمیں
 ملاحوں کے ہاتھ کہاں آنے کو ہیں

غزل

کبھی تمہیں کتنی تھی میری طلب
میری حالت تھی چھپی تجھ سے کب

بیٹھا کہ آسماں پہ خاک میں جا ملایا
ڈھایا ہے کیا تم نے مجھ پر غضب

روگِ عشق بڑھتا ہی چلا گیا
جان نہ پائے میری اداسیوں کا سبب

بکھر گئی سوکھے تنکوں کی مانند
خواب دیکھے جو ٹوٹ گئے وہ سب

لوٹ کے سب پوچھتے ہیں کیسے ہو
صدف تیرے گردِ نظارے کیسے عجب

خوابوں کی دنیا

تیری باتیں ہر کسی سے کرتے ہیں

سمجھتے ہیں سبھی دیوانہ ہمیں

محفل سے اٹھ جاتے ہیں جب

ہنستے ہیں پھر سبھی ہم پہ

کیا کیا قصور ہم نے

یہی سوچتے رہتے ہیں ہم

تیری ہی دنیا میں گم رہنے کو

خوابوں کی دنیا بسائے ہیں

عشق

عشق عشق ہے عشق کو دل لگی نہ سمجھو
 لگ جائے جس کو اُسکو تو زندگی نہ سمجھو
 بیگانہ ہو جاتا ہے زندگی سے اپنی
 ہوش و حواس میں تو اُسکو نہ سمجھو
 ڈوب جاتا ہے عشق میں جو کبھی
 پاتا نہیں نکل اس سے وہ کبھی
 رسوا ہوگا برباد ہوگا بدنام ہوگا وہ
 اس کھیل میں کبھی ہار نہ مانے گا وہ

فزل

کھو کر اگر لوٹ آتی
محبت چیز کیا تجھے بتاتی

قانون میرے بس میں ہوتا
تختہ و تاج پہ تیرا نام سجاتی

آگرہ میں اپنا بسر ہوتا
اک نیا اک تاج محل تعمیر کراتی

نوشتہ تقدیر اپنے پاس ہوتا
تیرے نام کیساتھ اپنا نام لکھواتی

تیرے در سے اپنا گزر ہوتا
اس رستہ پر سجدہ شکر بجاتی

سپاس نامہ جو اپنا چھوڑا ہوتا
صدف تجھ کو اپنا پیام لکھواتی

مل جائے کوئی

کوئی بھی اچھا لگتا ہے اگر مجھ کو
 کرتے ہیں لوگ بدگماں اُس سے مجھ کو
 دشمن ہو رہے ہیں میرے سبھی
 اپنے تو اپنے بیگانے بھی یہاں
 اس دُنیا کی تپتی دُھوپ میں
 ان کالی اندھیری گھٹاؤں میں
 ڈھونڈ رہی ہوں مخلص کوئی
 مل جائے کوئی مل جائے کوئی
 اس رنگ برنگی دنیا میں
 سہارا مجھے مل جائے کوئی
 ہمدرد اپنا جو سمجھتی ہوں کسی کو
 دیتا ہے سزا وہ ہی زندگی کو میری
 اسی کشمکش میں اٹھتا جا رہا ہے
 اعتبار ہر کسی پر سے میرا
 اپنے کیا، بیگانے کیا

فـزل

جو پسند کرتے ہیں وہ آزمایا نہیں کرتے
بھاگتے ہیں انکے پیچھے جو ترسایا نہیں کرتے

چہرے پہ کرب سجانے والے اچھے نہیں لگتے
جتنا بھی ہو دکھ کسی کو بتایا نہیں کرتے

اپنی لگائی آگ لپٹنے والے اچھے نہیں لگتے
زخمِ جگر کھائی سے ہو گہرا سوچا نہیں کرتے

ماضی بھولتا نہیں یاد رکھنے والے اچھے نہیں لگتے
غم کیسا ہو صدف قیمتی آنسو بہایا نہیں کرتے

14 اگست

آج دن خوشی کا دن
 اپنی خوشی میں چھپاؤں کیا
 کیا کہوں گا گاؤں میں
 ملی ہے مجھ کو نعمت یہ ایسی
 خوشی سے مہک مہک جاؤں میں
 آج کا دن خوشی کا دن
 نس نس میں میری خوشبو اسکی
 یہ خوشی تو ملتی ہے نصیب سے
 ہنس ہنس کہ گیت گاؤں میں
 آج کا دن خوشی کا دن
 ملتی ہیں مجھ کو آزاد ہوائیں اس میں
 خوشی سے میں گنگنا ہوں صدف
 مسرت سے جھوم جھوم جاؤں میں
 14 اگست مناؤں میں

غزل

دل لگی کی آگ میں نہ رونا پڑ جائے
کہیں مجھ کو بے وفا نہ ہونا پڑ جائے

بہکا رہے ہیں زمانے والے مجھے
کہیں کانٹوں کے بستر پہ نہ سونا پڑ جائے

چندھیا رہیں آنکھیں جھیل ستاروں میں
کہیں اُسے ہمیشہ کیلئے نہ کھونا پڑ جائے

سیلاب جو آنکھوں سے بہہ رہا ہے مسلسل
کہیں اُس میں خود کو نہ ڈبونا پڑ جائے

جدائی حشر محشر سے سخت صدف
کہیں ہجر کا کانٹا نہ چھبونا پڑ جائے

اکیلا پن

ضرورت تھی جب کسی کی ہمیں
 آیا نہ دینے تسلی کوئی ہمیں
 چھوڑ گئے ایک ایک کر کے سبھی
 مل گیا جب ہمیں بھی کوئی
 سمجھانے آگئے بہکانے آگئے سبھی ہمیں
 دیکھ نہ سکے خوش ہمیں کہیں
 پھر بس اکیلا پن ہی رہ گیا
 سنبھالے ہمیں

خوشبو

کاغذ کے چند ٹکڑے دکھا سکتے نہیں اُداس مکھڑے
ملنے کا سبب بن سکتے نہیں یہ جمال و حُسن کے نکھرے
کا میا بیاں قدم چومے تمہارے یہ دُعا منہ سے نکلے
گزر رہے ہو گزر بھی جاؤ یہ قدم یہاں کیوں روکنے
خوشبو تو خوشبو ہے خوشبو یہاں کیوں نہ بکھرے
بکھرائیں ہیں بکھرنے دو سنبھالے کیوں ہمیں تم ہو
اُداس ہیں اُداس ہی سہی خوشی نہ ہمیں کوئی دو
گزر گئی ہے کچھ کچھ گزر رہی جائے گی آس ہمیں کوئی نہ دو
انتظار موت میں ہیں دُعا کرو جلد نصیب ہمیں یہ ہو

غزل

پرولیس میں جب تنہائی تمہیں ستائے
سمجھنا اک یگی نے لب پہ گیت تیرے لئے سجائے

سوچنا کہ اس در پر یاد ہے صرف تمہاری
کشکش میں بتلا تمہیں اگر کوئی بات کر جائے

تکنا میری تصویر کہ وہ ہے صرف تمہاری
گم صم ہو جاؤ بے چینی اگر تمہیں تڑپائے

آنا لوٹ اس مٹی کی خوشبو ہے صرف تمہاری
یاد اپنے وطن کی تمہیں جب رولائے

لکھنا خط مجھے کہ میں ہوں صرف تمہاری
صدف غبار دل کا جب کسی پہ نکل نہ پائے

یاد آتا ہے

تیرا اقرار کرنا

گزر رہا ہوا زمانہ

چوری چوری مجھے تکنا

پھر!!

تیری چوری پکڑے جانا

وہ ہنسنا ہنسنا

تیرا روٹھ جانا، منانا

وہ ذرا ذرا سی بات

جو گزری تیرے ساتھ

پھر!!

مجھے تنہا چھوڑ جانا

آتا ہے یاد

مجھ کو

وہ بیتا زمانہ

تیرے سنگ گزرا زمانہ

غزل

بسا کہ من میں تجھے ہر چیز پر تضاد کروں
دل سے تجھے اگر نکالوں تو پھر یاد کروں

بے تابی ہے ایسی آئے کوئی ہوتا ہے تیرا گماں
جہاں ہو صرف تُو میں ایسی بستی آباد کروں

تیرا ملنا ، تیرا بچھڑنا ، تیرا کچھ بھی نہ کہنا
آنکھوں میں بھر کہ وہ زمانہ خود کو شاد کروں

خزینہ میرا ہے بس تیری مسکراہٹ
تیری دنیا میں صرف تجھ پر اعتماد کروں

ایجاب بخش دے تُو اس حقیر کو اگر صدف
میں خود کو قید و بند کی زنجیر سے آزاد کروں

تیرے نام کروں

صحرا کی تپتی ریت پہ میں ننگے پاؤں پھروں
 بیابانوں میں تجھ سا کوئی چہرہ تلاش کروں
 روٹھ کر مجھ سے چلا گیا وہ دُور یہاں سے
 سامنے اگر آ جائے وہ تو اپنی حماقتوں کا اعتراف کروں
 جب پاس تھا وہ میں خاموش بنی رہی
 آ جائے اب تو میں چیخ چیخ کر اقرار کروں
 وہ میرا کچھ بھی نہیں پر اُسے سب کچھ سمجھو
 میں دیوانوں کی طرح مچل مچل کر اُسکا انتظار کروں
 اُس کے آنے کی اُمید میں پھولوں کی سیج سجائی
 اُس بن کیسے جیو کیسے مرنے کو خود کو تیار کروں
 وہ میرے جسم میں لہو کی روانی کی طرح

میں اپنا اک اک سانس گن کر اُسکے نام کروں
 جنگل میں گھومنے والے وحشی کیا جانے
 محبت کی بھڑکتی چنگاری کا کیا انتظام کروں
 پہاڑوں کو سر کرنا بہت آساں تھا میرے لیے
 مگر اس بازی عشق کو کس کے حوالے کروں

غزل

وفا کے بدلے چوٹ دیتے ہیں
بے وفا کو لوگ نوٹ دیتے ہیں

مخلص پن ملتا نہیں کہیں
سچ کا بدل جھوٹ دیتے ہیں

عیاری و مکاری کا ہے زماں
معصوم کو تحفہ کھوٹ دیتے ہیں

سوالنامہ پر چپ کی مہر ثبت کیے
جوابوں کو خالی اُلٹ دیتے ہیں

لگن

تیرے ہی بارے میں سوچتے ہیں
 اُمنگیں ہیں سب تیرے لیے
 وابستہ تم سے یادیں ہیں اپنی
 تیری ہی تصور میں کھوئے ہیں
 تجھ کو پانے کی آس میں بہت
 چھڑاتے ہیں پھر بھی دامن اپنا
 پانا تجھ کو ہی چاہتے ہیں
 چھپانا تجھ سے ہی چاہتے ہیں
 تیرے ہی انتظار میں اب تو
 کٹے گی یہ زندگی اب تو

غزل

درخواستِ محبت کی کر دی جب بیاں
اپنے ہی ہم کو سمجھنے لگے ناداں

ہر شجر کے پتہ پتہ نے سمجھایا
اس دلِ ناداں کو چین کہاں

مت پوچھ میری رام کہانی
میں جدھر چلی یہ پہنچی وہاں

میرے انمول آنسو کی قیمت معلوم کر
آنکھوں کو سیراب کرنا نہیں آساں

بول دے وہ فقط دو لفظِ محبت
بن سوچے ہی کر دیں گے ہم ہاں

پوچھ بیٹھے تیرا پتہ کسی سے صدف
عجب نظروں سے پالا پڑا یہاں

سُنو

کہتا ہے کیوں دور ہو مجھ سے
 میری تو نس نس میں سمائے ہو تم
 میرے خوابوں میں خیالوں میں
 تم ہی تو بس ڈیرا لگائے ہو
 میرے ساتھ ساتھ رہتے ہو
 ہر لمحہ ہر پل ستاتے ہو
 مل کیوں نہیں جاتے ہمیشہ کیلئے
 جدا کیوں ہو جاتے ہو
 ملے اگر تم مجھ سے اب کے بار
 چھپالوں گی تم کو اپنی آنکھوں میں
 قدموں میں رکھ دوں گی سراپنا
 تجھ کو اپنا بنا لوں گی میں

فـزل

اثر اُسکے پُرسوزِ نغمات کا ہے
درد جو جگا میرے نظریات کا ہے

رُسوا بھی ہوئے ملا بھی کچھ نہ
عجب دستور جہاں کی رُومات کا ہے

بنانی چاہی تقدیرِ اچھی بنی نہ
قصور اس میں میرے تصورات کا ہے

حقیقت جو کھلنی تھی عیاں ہوئی نہ
خون جو ہوا میرے اعتبارات کا ہے

سنائی داستاں بوجھ ہلکا ہوا نہ
پانے میں رہائی دخل خواہشات کا ہے

قید ہوئی آزادی مجھ کو ملی نہ
اختیار کہاں اپنے جذبات کا ہے

لمحہ لمحہ کے عذاب سے رہائی ہوئی نہ
صرف یہ امتحاں آزمائشیات کا ہے

صدرا

تیرا نام لکھتے ہیں مٹا دیتے ہیں
 سوچتے رہتے ہیں یہی ہر پل
 ملو گے کبھی تم یا نہ ملو گے تم
 آتی ہے صدا دُور سے یہی
 تمہارا ہوں میں صرف تمہارا ہوں
 تمہیں ہی پانا چاہتا ہوں میں

افسوس

یادوں کا جھونکا آیا
 تاروں کو تکتے تکتے
 دُور نکل گئے بہت
 دیکھا جو ماضی میں
 چہرہ نمودار ہوا اک
 دھندلاہٹ تھی زیادہ اتنی
 ٹھیک طرح نہ دیکھ پائے تمہیں
 قسمت تھی ہماری ایسی
 تصور میں بھی نہ مل پائے

یاد

کبھی کبھی شدت سے یاد آتا ہے
 وہ گزرا زمانہ وہ بیتا زمانہ
 ترسا کرتے تھے جب سننے کو آواز تیری
 وہ لمحے وہ باتیں وہ یادیں وہ راتیں
 یاد ہیں اب تک مجھ کو وہ سبھی
 گزرا کرتے تھے جب میرے پاس سے تم
 رہتا تھا تیرا سحر دیر تک بہت
 چپکے چپکے یاد کرتے تھے تمہیں
 کبھی ہنستے کبھی روتے کبھی آنسو بہاتے
 یاد ہیں مجھ کو وہ باتیں اب تک
 وہ دھیرے سے ہنسا وہ زریں لب مسکرا نا
 دیکھ کر ہم کو باتیں بنانا

آرزو

صبح بیدار ہوئی جب میں
 گھوگئے پھر تم سے
 تم تو رہتے تھے ساتھ
 اندھیرا ہو یا اجالا ہو
 کہاں چلے گئے ہو تم
 لوٹ آؤ ناں
 سکھانا تھا تم نے ہی
 ہنسنا ہنسانا قہقہے لگانا ہمیں
 کھو گئی ہے ہماری خوشی
 رات کی تارکیوں میں اب
 رہتے ہیں تنہا یہاں پہ
 تمہیں پانا چاہتے ہیں ہم

انتظار

کھو گیا جانے کہاں چین میرا
آیا نہ ہوش مجھے لمحے کیلئے
دے گئے سزا ساری زندگی کیلئے
جانے کے بعد احساس ہوا مجھے
تنہا ہیوں میں چھوڑ گیا مجھے

خلوص

نئے سال کی آمد میں خوش تھی اتنی
 اپنے آپ میں مگن رہی دور چلا گیا وہ
 سوچا نہ کہ میں ہوں ریت کا اک گھروندہ
 جو ہوا کہ ذرا نازک جھونکے سے اڑ گیا
 ساحل پہ آ کہ پانی ٹھہراتا نہیں کبھی
 تیزی سے آیا اور بہت کچھ بہا لے گیا
 وقتِ رخصت اے کاش مل لیتا وہ مجھے
 شاید میری آنکھوں سے بھید دل ہوتا کھل گیا
 میری خاموشی میں اتنا خلوص تھا اس کے لیے
 اگر کچھ سن لیتا تو مر مٹ گیا ہوتا

میری زندگی کٹ جاتی بڑے سکوں سے
 وہ دو لفظ محبت کے ہی ہوتا بول گیا
 راگ الا اپنے آئے نہ مجھے رہی میں بے سروری
 اک غزل بھی میرے نام میرا محبوب نہ لکھ گیا
 ناگ کے ڈنگ سے بھی گہری محبت کی تکلیف
 مزہ عشق کیا ہے میرا محبوب نہ چکھ گیا

غزل

جس کیلئے زخم کھائے وہ ہمارے کہاں
مرہم خود ہی لگائے وہ ہمارے کہاں

سوزِ دل بڑھانے کی خاطر جامِ پیا
ہوش و حواس اڑائے وہ ہمارے کہاں

جھلک کی تڑپ میں گھومے قریہ قریہ
جن کیلئے اشک بہائے وہ ہمارے کہاں

دنیا کی سعیِ مقدر پہ حاوی ہونا
کر کر کہ منت افسانے لکھائے وہ ہمارے کہاں

ٹھوکروں پہ ٹھوکریں کھا کر جینا کیسا جینا
راز اپنے خود بتائے وہ ہمارے کہاں

خواہشِ زندگی تو پوری نہ ہوئی صدف
کرن اُمید کی رولائے وہ ہمارے کہاں

آزاد نظم

مجھے جس گھڑی کا انتظار تھا شدت سے
 وہ گھڑی آئی بھی تو کس طرح آئی
 میری آس جلائے میری امید جلائے
 میرے تن کو جلائے میرے من کو جلائے
 میں نے سجایا تھا گھراپنا کتنے ارمان سے
 وہ ٹوٹا وہ بکھرا کتنے آرام سے
 میں نے چاہا تھا اُسے کتنے ارمان سے
 اُس نے تڑپایا مجھے کتنے آرام سے
 منزل کی حد تھی میری صرف اُس تک
 اُسکو نہ کوئی آس تھی نہ دید کی پیاس تھی

کھو چکی تھی

مدتوں بعد دیکھا اُسے تو خوشی کا احساس ہوا

وہی چہرہ وہی ہاتھ وہی زلفیں تو تھی

وہی اندازِ گفتگو وہی چال تو تھی

وہی آنکھیں وہی چہرے کی چمک تو تھی

وہی قہقہے وہی ہنسی تو تھی

کیا تلاش اپنے آپ کو میں نے

لیکن میں تو کھو چکی تھی کہیں

شرمندگی

کبھی جگنو کی طرح چمکتا تھا میرا چہرہ
 اس خوشی کو لوٹ کر لے گیا اک لٹیرا
 کبھی اپنے قہقہوں سے لوٹ لیتی تھی محفل
 اب روزہ چپ ایسا لگا کہ ہوش ہی نہ رہا
 کبھی میری اداؤں پہ تڑپتے تھے ہزاروں دل
 تیرے روگ عشق نے مجھے کسی کا ہونے نہ دیا
 کبھی میری سوچ آسماں پہ اڑنے کی تھی
 ہجر تیرے نے خاک میں مجھے رول دیا
 کبھی میں چڑیوں کی طرح چہکتی پھرتی تھی
 تیری آنکھوں کی تپش نے بیگانہ اپنے سے کر دیا
 کبھی میری عبادتیں ہوتی تھی صرف خدا کیلئے
 مانگ مانگ کہ تجھ کو دعا میں شرمندہ رب سے کر دیا

انتظار

تیرے انتظار میں کب سے بیٹھی ہوں میں
اب تو لوٹ آ چاہنے والوں کے شہر میں

فرد

تیری دید تیری شان تیرا دل ہوں میں
میری عزت میری ذلت میری محبت ہے تو

فرد

ہم سوچتے ہی رہے کہ ہم کچھ کہیں
یونہی کٹ گئے میری زندگی کے دن